غزلیں

فراغؔ روہوی

○

نئی دِشا کی طرف یا کہ تیرے گھر کا رُخ
میں سوچتا ہوں کروں بھی تو اب کدھر کا رُخ

نکلنے دیتی نہیں گھر سے زعفرانی ہوا
وہیں ہے جان کو خطرہ کروں جدھر کا رُخ

کئی محاذوں پہ سینہ سپر ہوں برسوں سے
مری طرف ہے کہاں ایک فتنہ گر کا رُخ

جدھر تھا سنگِ ملامت لیے ہجومِ عدو
اُدھر ہی کر دیا ہم نے بھی اپنے سر کا رُخ

رُخ اپنا موڑ نہ دے تیری سمت سیلِ بلا
ابھی ہے میری طرف سیلِ پُر خطر کا رُخ

ہمارا ظرف یہ ٹھہرا کہ درد سہ کر بھی
تری طرف نہ کیا اپنی چشمِ تر کا رُخ

نہ جانے کب سے اسی انتظار میں ہم ہیں
کہ اِس طرف بھی تو ہو صبحِ معتبر کا رُخ

ہمارے نقشِ قدم جگمگا رہے ہیں وہیں
کبھی کسی نے کیا ہی نہیں جدھر کا رُخ

بلا کا غیظ و غضب تھا فراغؔ آنکھوں میں
خدا ہی جانے کدھر تھا تری نظر کا رُخ

67، مولانا شوکت علی اسٹریٹ، کولکاتہ۔ 700073

ڈاکٹر فریاد آزرؔ

○

میں نے خود کو ہی جہاں میں نہ کہیں کا رکھا
اس نے جس حال میں رکھا مجھے اچھا رکھا

مدتیں میری خموشی میں گزر جاتی تھیں
مدتوں اس نے بھی چپ شاہ کا روزہ رکھا

میرے چہرے پہ رکھے اس نے بزرگی کے نقوش
اور سینے میں ہمکتا ہوا بچہ رکھا

اور کے بھاگ لکھے نسخ میں، تعلیق میں بھی
میری قسمت کے لیے خطِ شکستہ رکھا

موت کا کام تھا کرنا ہی مرا کام تمام
زندگی نے بھی کچھ ایسا ہی رویہ رکھا

ورنہ احباب مرے مجھ سے جدا ہو جاتے
اس لیے خود سے بہت دور کا رشتہ رکھا

فائدے میں نے ہی گنوائے تھے دوری کے اسے
ورنہ کب اس نے بچھڑنے کا ارادہ رکھا

مدتیں بیت گئیں ان کو سناتے آزرؔ
آج تک ہم نے ہر اک شعر کو تازہ رکھا

E11/73، جہاں پناہ، حوض رانی، مالویہ نگر، نئی دہلی۔ 110017